لیکچر: برائے بی اے آنرز (اردو) پارٹ سیکنڈ، MB 50

مکتوب نگاری کی اہمیت

خط، مکتوب اور مراسلہ سبھی باہم مترادف ہیں۔ ہم بچپن میں اپنے والدین، احباب، بہن بھائی اور رشتہ داروں کو جو خطوط لکھا کرتے تھے، اسی کو ادبی زبان میں مکتوب کہتے ہیں۔ خط نویسی یا مکتوب نگاری کا بنیادی مقصد نجی خیالات سے آگاہی ہے۔ خط اپنے دوست احباب، رشتہ دار، اساتذہ اور شاگردوں اور دوسرے افراد سے رابطہ کرنے اور ان کی خیر خیریت دریافت کرنے اور اپنی خیریت سے آگاہ کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ مکتوب کے ذریعہ ہم اپنے حالات سے دوسروں کو آگاہ کرتے ہیں اور ان کی خیر خیریت دریافت کرتے ہیں۔ خط ان لوگوں کو لکھا جاتا ہے، جو ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے، بلکہ کسی دوسرے شہر یا ملک یا گاؤوں میں آباد ہوتے ہیں اور ان سے بات کرنے کا خط کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا۔

خط کو فکری اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ ایک ذاتی نوعیت کی تحریر ہوتی ہے، جس میں مکتوب نگار اپنے مافی الضمیر کو بے تکلفی سے بیان کر دیتا ہے۔ اس میں وہ ملمع سازی سے کام نہیں لیتا۔ وہ اپنے احوال رقم کرتے ہوئے نہ اپنے قلم کو روکتا ہے اور نہ ہی زیادہ غور و فکر سے کام لیتا ہے۔ خط ایک رواں دواں تحریر ہوتی ہے۔ مکتوب نگار اپنے احوال رقم کرتے ہوئے دوسروں کے حالات، ملکی احوال، سیاست و معاشرت اور عصری آشوب کو بھی تحریر میں شامل کر لیتا ہے۔ اسی لیے یہ خطوط بسا اوقات ذاتی ہوتے ہوئے بھی ملکی اور قومی حالات کا بھی مجموعہ ثابت ہوتے ہیں اور ان کی بنیاد پر روزنامچہ ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مکتوب نویسی کی ابتدا کب ہوئی؟ جب سے انسانوں کا وجود ہے، تبھی سے مکتوب نگاری یا خط نویسی کا سلسلہ بھی جڑا ہوا ہے۔ گویا دور دراز علاقوں میں بسے ہوئے انسانوں کے درمیان جب بھی ترسیل کا مسئلہ پیدا ہوا ہوگا، تو خط ہی ان کے لیے آخری منزل ثابت ہوا ہوگا، کیوں کہ خط کے ذریعے انسان بشکل تحریر دوسرے انسان سے گفتگو کرتا ہے۔ خط ہر قسم کے ہوتے ہیں، ان کی نوعیت ذاتی بھی ہوتی ہے اور قومی بھی ہوتی ہے۔ خط اپنے احباب کو بھی لکھا جاتا ہے اور ملکی حکمرانوں، وزیروں، امیروں اور بادشاہوں کو بھی۔ سبھی خطوط ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ان کی نوعیت ان کے مضامین و مشمولات کے اعتبار سے طے ہوتی ہے۔

شیر شاہ سوری کے زمانے میں دفاتر میں مکتوب نگاری ہوتی تھی۔ محکمۂ ڈاک کی ابتدائی کوششوں کا تعلق انھی کے دور حکومت سے ہے۔ مغلیہ حکومت کے عہد میں بھی مکتوب نگاری کو خوب ترقی ملی۔ علما، صلحا، بادشاہ، امرا اور ادبا نے اس زمانے میں جو خطوط لکھے تھے، وہ آج بھی محفوظ ہیں اور ہماری دل چسپی کا سبب ہیں۔ اور وہ اس عہد کی سماجی اور ثقافتی تاریخ سے شناسائی کا مستحکم ذریعہ ہیں۔

اردو میں بیش تر ادیبوں اور شاعروں نے خطوط لکھے ہیں۔ عہد قدیم میں ہمارے شاعروں اور ادیبوں نے اپنے متعلقین اور احباب کو خطوط لکھے ہیں اور اپنے زمانے کے احوال کو قلم بند کیا ہے۔ سرسید، حالی، شبلی، مولانا آزاد، سید سلیمان ندوی، علامہ اقبال، فیض، مہدی افادی وغیرہ وہ ادبا اور شعرا ہیں، جن کے خطوط بشکل کتاب محفوظ ہیں اور یہ ہمارے مطالعہ میں رہے ہیں اور ہماری جامعات کے نصاب کا حصہ رہے ہیں۔ اردو میں جس شاعر کے مکتوبات کو ادبی سرمایہ تسلیم کیا جاتا ہے، اس میں غالب سرفہرست ہیں۔ غالب نے ۱۸۴۶ء سے ہی خطوط لکھنے شروع کر دیے تھے۔ اور اخیر عمر تک اپنے احباب، متعلقین، رشتہ دار اور شاگردوں کو خطوط لکھتے رہے۔ ان کی خطوں کی تعداد ۹۰۰ سو تک پہنچتی ہے جو اردو ادب کا بیش بہا خزینہ ہیں۔ غالب نے اتنی بے تکلفی اور روانی و سادگی سے یہ خطوط قلم بند کیے ہیں کہ یہ جملہ اردو ادب میں بہت مشہور ہے کہ غالب نے مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے۔ یعنی انھوں نے دور سے بیٹھ کر یہ خطوط نہیں لکھے بلکہ ان کے خطوط کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ ایک مجلس میں بیٹھ کر باہم محو کلام ہیں اور بے تکلفی سے دل کی باتیں بیان کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی آپ بیتی سنا رہے ہیں۔ غالب خود اپنے انداز خطوط نویسی کے تعلق سے لکھتے ہیں:

”لکھنے کا میرا طریقہ یہ ہے کہ خط کا کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اور جسے خط لکھ رہا ہوں اس کے مرتبے کا لحاظ رکھ کر مناسب لفظ سے اسے مخاطب کرتا ہوں۔ اور اپنا مدعا لکھنا شروع کر دیتا ہوں۔ وہ جو القاب و آداب اور خیر و عافیت کا دستور ہے جس سے خط خواہ مخواہ طویل ہو جاتا ہے، نظر انداز کرتا ہوں۔ خط و کتابت میں جو لوگ پختہ ہوتے ہیں، وہ ان فضول باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔“

DR ABRAR AHMAD

URDU DEPARTMENT. B M COLLEGE RAHIKA MADHUBANI